بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سفرنامہ مٹھی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مظہر اسلام ۰ لاہور
اسلامی جمہوریہ پاکستان

Designed & Processed By: AL-HADI PH : 652919

Marfat.com

Marfat.com

سفرنامہ ٹھٹھہ

◎

مُصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمّد مسعود احمد
ایم۔اے، گولڈ میڈلسٹ پی۔ایچ۔ڈی،

مُرتّب

محمّد عبدالستّار طاہر

ادارہ مظہرِ اسلام
لاہور، پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۵

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

-------بیاد-------

شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ
شاہی امام مسجد فتحپوری، دہلی

نام کتاب	ــــــ	سفرنامہ مٹھی
مصنف	ــــــ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
مرتب	ــــــ	محمد عبدالستار طاہر
صفحات	ــــــ	۴۰
سن اشاعت	ــــــ	۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء
تعداد	ــــــ	گیارہ سو (۱۱۰۰)
قیمت	ــــــ	۱۶ روپے

(بذریعہ عام ڈاک منگوانے کے لئے -/۱۶ روپے کے ٹکٹ بھیجیں)

ملنے کے پتے

اِدارہ مظہرِ اسلام

نئی آبادی، مُجاہد آباد، مغلپورہ، لاہور، پاکستان، کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

○ مسلم کتابوی۔ دربار مارکیٹ، گنج بخش، لاہور

○ مکتبہ قادریہ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

○ راحت ایسوسی ایٹ۔ ۱۳۱۔ عزیز بھٹی روڈ، نزد راحت بیکری، لاہور۔ فون ۶۶۵۶۵۰-۲۲۶

○ ادارہ مسعودیہ۔ ۲/۶۔ ای ۵۔ ناظم آباد۔ کراچی۔ کوڈ نمبر ۷۴۶۰۰۔ فون: ۶۶۳۴۴۷۷-۰۲۱

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اِبْتَدَائِیَّہ

"حیرت کدہ مٹھی" ایک تاثراتی اور مشاہداتی تحریر ہے جو آج سے بیس برس پہلے لکھی گئی --- جب حضرت مسعود ملت کا گورنمنٹ کالج، کھپرو سے گورنمنٹ کالج مٹھی (ضلع تھرپاکر، سندھ) تبادلہ ہوا۔ جہاں آپ نے یکم نومبر ۱۹۷۴ء کو بحیثیت پرنسپل چارج لیا۔ اور دسمبر ۱۹۷۷ء تک وہاں رہے۔ یہ تحریر انہی دنوں کی یادگار ہے۔ اور پھر ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور میں بالاقساط شائع ہوئی (۱) اور چھ اقساط میں یہ خوبصورت سفرنامہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ شروع کی چار اقساط جب دستیاب ہوئیں تو مٹھی کے مٹھاس بھرے ذکر سے اور اس مٹھاس میں جو چاشنی حضرت مسعود ملت کے محبت بھرے قلم نے بھری، اس سے طلب بڑھ گئی کہ بقیہ اقساط بھی کسی طرح سے دستیاب ہو جائیں۔ الحمدللہ مدیر "ضیائے حرم" لاہور برادرم محمد رضاء الدین صدیقی اور برادرم مشتاق احمد قادری صاحب کی رہنمائی اور کوشش سے بقیہ اقساط مل گئیں۔ ہم ان حضرات کے بہت ممنون ہیں۔

مٹھی شہر کراچی سے تین سو میل دور اور ہندوستان کی سرحد سے پچاس ساٹھ کلومیٹر ادھر نوکوٹ شہر سے تقریباً" تیس کلومیٹر صحرائی سفر طے کر کے آتا ہے --- یہاں اسی فیصد آبادی غیر مسلم ہے۔

مٹھی کا قیام حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زندگی کا اہم حصہ ہے۔ سابق وزیر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں جب یہاں پرنسپل بنا کر بھیجا گیا تو یہ ایک ویرانہ تھا۔ جہاں نہ لائٹ تھی، نہ سڑکیں تھیں اور نہ زندگی کی اور آسائشیں بلکہ سخت قحط پڑا ہوا تھا --- کالج نام کی کوئی عمارت بھی نہ تھی، یہ سب سے زیادہ حیرت ناک بات

Marfat.com

چھتیس تک سرسبز و شاداب ہو گئیں --- اور پھر کالج کی عمارت بھی بننا شروع ہو گئی۔ آج اس ویرانے میں ایک عالی شان عمارت کھڑی ہے جہاں سینکڑوں طلبہ پڑھ رہے ہیں۔ یہ اس صبر اور ہمت و استقامت کا صلہ ہے جس کا حضرت مسعود ملت نے مظاہرہ کیا۔ حضرت مسعود ملت کو آج تک لوگ یاد کرتے ہیں۔ ہندو مسلمان سب ملنے آتے ہیں حالانکہ مٹھی چھوڑے ہوئے آپ کو بیس برس کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔

ستمبر ۱۹۷۶ء سے اکتوبر ۱۹۹۶ء کے درمیانی بیس برسوں میں مٹھی میں بہت سی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ اب مٹھی ضلع بن چکا ہے اور یہاں ڈپٹی کمشنر بیٹھتا ہے۔ لائٹ بھی آ گئی ہے، پانی بھی نل میں آتا ہے، سڑک بھی بن گئی ہے، ٹرکوں کے بجائے بسیں آتی ہیں، ویگنیں چلتی ہیں۔ آبادی بھی بہت بڑھ گئی ہے اور دور تک مکانات نظر آتے ہیں ---

مٹھی میں حضرت مسعود ملت کو وہ علمی فتوحات ہوئیں جو کبھی نہ ہوئیں۔

☆ یہاں "فتاویٰ مسعودی" کی تدوین فرمائی ---

☆ مقالہ "جان ایمان" لکھا،

تحقیقی کتاب "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" لکھی ---

☆ اس کے علاوہ تاثرات کا ایک سلسلہ قلم بند کیا ---

☆ بیرون ممالک خصوصاً ترکی سے ۷۰، ۸۰ کتابیں اعزازی طور پر ملیں ---

☆ اسی سرزمین پر علامہ مفتی محمود الوری علیہ الرحمہ نے بیعت کی اجازت دی

☆ اور اسی سرزمین پر مولوی عطا محمد درس کو سلسلہ مسعودیہ مظہریہ کا پہلا مرید بننے کی سعادت حاصل ہوئی --- (یعنی وہ سلسلہ مسعودیہ کا نقطہ آغاز ہیں)

☆ اس علاقے کے آج سے بیس برس قبل جو معاشی، معاشرتی اور مذہبی حالات تھے، حضرت مسعود ملت نے اپنے مخصوص انداز میں اس کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہاں کے ماحول اور لوگوں کے بارے میں اپنے مشاہدے کو قلم کی زبان سے اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ منظر سامنے کا منظر لگتا ہے۔ جیسے ہم بھی اس سفر میں شریک سفر تھے --- قاری کو

Marfat.com

اپنے ساتھ کشاں کشاں لئے پھرنا یہی قلم کا اور بیان کا کمال ہے، بہرحال اس کے مطالعہ کی اپنی ہی اک لذت ہے۔

بہت سے حضرات اس کی طباعت ثانی کا تقاضا کرتے رہے اور انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ادارہ مظہر اسلام اس مقالہ کو کتابی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ پاک کے حضور التجا ہے کہ ادارہ مظہر اسلام کی یہ مساعی اپنے حبیب پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے طفیل قبول و منظور فرمائے اور حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خوشنودی، لطف وکرم کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ اللھم ربنا آمین!

۲۲ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ

۶ اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز یک شنبہ

خاکپائے صاحبدلاں

محمد عبدالستار طاہر (عفی عنہ)

فاروق کلاتھ ہاؤس

E-111/A۔ پیر کالونی۔ والٹن۔ لاہور کینٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفرنامہ مٹھی

Marfat.com

تعارف مٹھی

یہ شہر مٹھی "بجیرانی" نامی ایک عورت نے قائم کیا تھا (ص ۲۳۲) سندھ کا علاقہ جب میروں کے قبضہ میں آیا تو "تھر" کا علاقہ بھی میروں کی حکومت میں شامل تھا۔ اس علاقہ کے اصل باشندے "سوڈھا" راجپوت آئے دن میروں کی حکومت کے خلاف بغاوت کرتے رہتے تھے۔ ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے میروں نے "تھر" کے علاقے میں قلعے تعمیر کروا کے وہاں فوجی چوکیاں قائم کر دی تھیں، ان قلعوں میں ایک قلعہ ۱۷۸۵ء میں "مٹھی" شہر میں تعمیر کیا گیا تھا، جس کے کھنڈرات آج بھی نمایاں معلوم ہوتے ہیں، اس وقت اس جگہ "ڈسٹرکٹ کونسل تھرپارکر" کی طرف سے ایک ڈسپنسری قائم ہے (ص ۱۸۶) ـــ اس کے علاوہ "مٹھی" شہر میں ۱۷۸۹ء میں میروں نے ایک اور قلعہ تعمیر کرایا تھا جو اس شہر کے مغربی جانب ایک اونچے ٹیلے پر واقع تھا، اس کے آثار آج بھی صاف نظر آتے ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں یہاں زلزلہ آیا جس کے نتیجے میں یہ قلعہ تباہ ہو گیا ـــ میروں کے دور حکومت میں اس شہر کا نام "فتح گڑھ" رکھا گیا تھا (ص ۱۸۶) لیکن اب "مٹھی" کے نام سے مشہور ہے۔

۱۹۴۴ء میں انگریزوں نے میروں سے سندھ کا علاقہ لے لیا تو "تھر" اور "پارکر" کے علاقے اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کے زیر انتظام رہے جو برسات کے موسم میں عموماً "مٹھی" میں قیام کرتا تھا۔ ۱۸۷۱ء میں جب مسٹر "پالن" "تھر" اور "پارکر" کے علاقوں کا پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ہوا، تو اس نے اس علاقے کے "مٹھی" ـــ "چھاچھرو" ـــ "ڈیپلو" اور "ننگر پارکر" کے شہروں میں بازار تعمیر کرائے (ص ۱۹۲) "مٹھی" کے اس قدیم بازار کے کھنڈرات موجودہ ہائی سکول اور ڈسٹرکٹ بنگلے کے درمیان میدان میں نظر آتے ہیں۔ (ماخوذ از رائے چند ہریجن: تاریخ ریگستان، مطبوعہ حیدر آباد سندھ، ۱۹۵۲ء)

(ملخصہ پروفیسر محمد اسمٰعیل سومرو)

Marfat.com

(۸)

ہے جنوں مجھ کو کہ گھبراتا ہوں آبادی میں میں
ڈھونڈتا پھرتا ہوں کس کو کوہ کی وادی میں

عاشق عزلت ہے دل' نازاں ہوں اپنے گھر پہ میں
خندہ زن ہوں مسند دارا و اسکندر پہ میں

(۱)

زندگی میں نشیب و فراز آتے ہی رہتے ہیں —— شادی و غم ساتھ ساتھ ہیں —— خوشی' غم کو چمکاتی ہے —— اور غم' خوشی کو —— عجب دل بہار گنگا جمنی ہے!

بے خبر بیٹھا ایک دوست نے کرم فرمایا اور باخبر بنا دیا —— کہاں سے کہاں پہنچایا!

—— لوگ کہتے ہیں کہ اچھا نہ کیا —— میں کہتا ہوں کہ جو کچھ کیا اچھا ہی کیا۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

اکتوبر ۱۹۷۴ء میں حکم ملا' **مٹھی** جاؤ۔

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

یکم نومبر ۱۹۷۴ء کو یہاں وارد ہوا —— اللہ اللہ! یہ کون سا مقام ہے! —— یہاں۔

ذرے ویرانوں سے اٹھتے تھے تماشا دیکھنے
چشم حیرت بن گئی تھی گردش لیل و نہار

کراچی سے مشرقی سمت تقریباً" ۲۵۰ میل —— اور تاریخی مقام رن آف کچھ سے صرف ۵۰ میل ادھر یہ شہر آباد ہے۔ تعلقہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں اسسٹنٹ کمشنر' مختار کار' ڈی' ایس' پی وغیرہ سب ہی ہیں۔ نہ معلوم یہ شہر کب سے آباد ہے —— تاریخوں میں کچھ لکھا تو ہے —— سنا ہے' لیکن ابھی پڑھا نہیں —— نام پیارا ہے —— **مٹھی** —— اس کے معنی بوسہ و پیار کے ہیں —— غالب کا یہ شعر یاد آ رہا ہے۔

Marfat.com

غنچہ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں!

دوسرا مصرعہ نہ لکھوں گا' ذرا "خطرناک" ہے ــــ ہماری شاعری ایسے "خطرناک" شعروں سے بھری پڑی ہے ــــ اس ناگفتنی مصرعے کے ساتھ ساتھ اور باتیں بھی یاد آ رہی ہیں ــــ

دہلی کی ایک محفل میں شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ کا شمس العلماء مولوی نذیر احمد سے بے ساختہ لپٹنا اور ان کا پسینہ پسینہ ہونا ــــ جامع مسجد شاہجہانی میں جمال عبدالناصر کا امام صاحب کو بے اختیار گلے لگانا اور ان کا پانی پانی ہونا ــــ

ہاں تو **مٹھی** بہت پیارا نام ہے ــــ مگر اہل ظاہر کے لئے یہ جگہ پیاری نہیں ــــ خطہ سندھ میں اس جگہ کو کالے پانی کی حیثیت حاصل تھی ــــ غالباً" اسی لئے میرے کرم فرما اور سندھ کے مشہور بزرگ نے جب میرا یہاں آنا سنا تو بے ساختہ فرمایا کہ اگلے زمانے میں یہاں قیدی بھیجے جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اب آزاد بھیجے جاتے ہیں۔

اور دیکھا جائے تو قید بھی آزادوں کو زیب دیتی ہے ۔

شہپر زاغ و زغن در بند قید و صید نیست
ایں سعادت قسمت شہباز و شاہیں کردہ اند

اور سندھ کے ایک محقق و مورخ نے جب سنا تو تحریر فرمایا کہ ون یونٹ جب بن رہا تھا تو میر غلام علی مرحوم کو اسی جگہ بھیجا گیا تھا ــــ بلاشبہ اگر اسیر جزیرہ انڈیمان مولانا فضل حق خیر آبادی جیسا کوئی فاضل یہاں آتا تو ایسا درد انگیز مرثیہ لکھتا تو لوگ تڑپ اٹھتے ــــ یا غالب جیسا کوئی شاعر آتا تو ایسا مرثیہ لکھتا کہ لوگ روتے روتے دیوانے ہو جاتے ــــ

۲

ہاں تو جب یہاں آیا' کالج کا نام ہی نام تھا' کالج نہ تھا ــــ غالب کا یہ شعر آج سمجھ میں آیا ۔

Marfat.com

جز نام نہیں صورت عالم مجھے منظور
جز وہم نہیں ہستی اشیاء مرے آگے

اسٹاف نام کی بھی کوئی شے نہ تھی ــــ صرف ایک چند ورقی فائل تھا ــــ یہی سب کچھ تھا اور میں اسی جزو میں مشاہدہ کل کر رہا تھا ــــ غالب نے غلط نہیں کہا تھا۔

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا دیدہ بینا نہ ہوا

بہرکیف جو بیجوں میں جان ڈالتا اور پودوں کو پروان چڑھاتا ہے اسی نے دست گیری فرمائی اور سب کچھ آسان ہو گیا۔

اس کی امت میں ہوں میں' میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شہ کے غالب گنبد بے در کھلا

اس حیرت کدے میں پہلے میں آیا ــــ پھر کالج آیا ــــ آپ حیران ہوں گے کیا کالج بھی پرنسپل کے بعد آتا ہے ــــ حیرانی کی کوئی بات نہیں' ایسا بھی ہوتا ہے ــــ دفتر کا آغاز ہوا ــــ کچھ چہل پہل ہوئی ــــ ایک ایک کر کے اسٹاف آنا شروع ہوا ــــ اور رونق بڑھی' مگر جو آتا چہرے پر ہوائیاں اڑتی نظر آتیں ــــ سہا ہوا' گھبرایا ہوا جیسے عالم بالا کا نکالا ہوا ــــ واقعی یہ مقام ہی ایسا ہے ــــ سفر ایسا کہ جوان' بوڑھے ہو جائیں اور بوڑھے جاں بحق ــــ ایک رفیق کا جب تقرر ہوا تو تین چار عزیزوں کے ساتھ یہاں تشریف لائے ــــ یہ یہیں رہ گئے اور وہ عزیز چلے گئے ــــ بے ساختہ حضرت رضا بریلوی کا شعر یاد آیا۔

ہائے ظالم وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

واقعی یہ عجیب مقام ہے ــــ کسی بھی حادثہ کی صورت میں آپ پاکستان کے کسی بھی گوشہ سے بآسانی کراچی پہنچ سکتے ہیں ــــ مگر یہاں سے نہیں ــــ صبح اطلاع ملے تو کہیں رات گئے پہنچ سکیں گے ــــ اس لئے یہاں آتے ہوئے یہ سوچ سوچ کر بھی حیران ہوئے جاتے

Marfat.com

ہیں کہ کوئی مرگیا تو ہم جنازے میں کیسے شریک ہوں گے ---اور ہم مرگئے تو ہمارا کیا ہو گا؟--- یہاں تو کوئی ایمبولینس بھی نہیں --- فضائی سروس بھی نہیں --- کچھ بھی نہیں --- دور رہ کر یہاں کا حال معلوم نہیں ہو سکتا --- یہاں آنا ضروری ہے اور اسی طرح جس طرح غریب آیا کرتے ہیں۔

طوفان میں پھنس کر آتی ہے جو کچھ بھی ہے لذت طوفان کی
جو دور کھڑا ہو ساحل پر وہ لذت طوفان کیا جانے

اس شہر کے چاروں طرف ریت کے ٹیلے ہیں مگر پہاڑ کی طرح خونخوار نہیں' --- بالکل بے ضرر --- اوپر سے لڑھک بھی جائے تو ذرا آنچ نہ آئے --- میں ان ٹیلوں پر چڑھا ہوں اور خوب لطف اندوز ہوا ہوں --- شہر کے گلی کوچے ناہموار --- گندے اور غلیظ --- نہ یہاں پکی سڑکیں ہیں اور نہ پکی گلیاں --- ریت ہی ریت --- موسم سرما میں یہ ریت آرام کرتی ہے لیکن موسم گرما میں جب بیدار ہوتی ہے تو غضب ڈھاتی ہے --- ذرات آ آ کے چہرے سے ٹکراتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں۔

مطمئہ موج کم از سیلی استاد نہیں

--- خاک چھاننا اور خاک پھانکنا' اردو کے دو مشہور محاورے ہیں --- مگر یہاں واقعی خاک پھانکنی بھی پڑتی ہے اور چھاننی بھی پڑتی ہے۔

مت سہل ہمیں سمجھو پہنچے تھے بہم تب ہم
برسوں تئیں گردوں نے جب خاک کو چھانا تھا

(۳)

مٹھی کا سفر بڑا دلچسپ ہے اور لطف نہ لیا جائے تو نہایت ہی ہولناک اور کربناک --- موسم گرما میں میدان کربلا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے --- اور اس جگر گوشہ رسول ﷺ کو یاد کر کے کچھ سکون آجاتا ہے --- کراچی سے صرف ۲۵۰ میل ہے مگر مجموعی طور پر سفر ۱۶ گھنٹے میں طے ہوتا ہے۔ لندن سے کراچی پہنچنے میں صرف ۱۱ گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔--

Marfat.com

لیکن مٹھی سے کراچی پہنچنا اتنا آسان نہیں --- کراچی سے شام مہران ایکسپریس سے روانہ ہوئے اور رات میرپور خاص پہنچے --- یہ شہر کراچی سے ۱۶۰ میل کے فاصلے پر ہے --- رات یہاں آرام کیا' اور صبح یہاں سے بذریعہ پسنجر ٹرین نوکوٹ روانہ ہوئے --- یہ ٹرین آثار قدیمہ کا بہترین نمونہ ہے --- اس کا انجن دور جدید کے انجنوں کا جد اعلی معلوم ہوتا ہے --- ساڑھے آٹھ بجے روانگی کا وقت ہے' مگر کبھی کبھی دس گیارہ بج جاتے ہیں --- مثلاً ایک روز وقت ہو گیا' انجن ندارد --- ایک گھنٹہ گزر گیا --- ساری گاڑیاں جا چکیں' صرف یہی گاڑی کھڑی رہ گئی --- مسافروں کی تشویش بڑھتی گئی --- شریر لڑکا ہوتا تو سمجھتے کہ شاید بھاگ گیا --- چور ہوتا تو خیال کرتے کہ فرار ہو گیا --- مگر یہ تو بیچارا پابند سلاسل انجن تھا --- بڑی تگ و دو کے بعد معلوم ہوا کہ لوکو شیڈ میں زیر علاج ہیں --- مزاج ناساز ہیں --- جوں ہی مزاج عالی درست ہوئے' تشریف لے آئیں گے --- صبر کیا اور اس مثل کی حقیقت آج معلوم ہوئی:

"قہر درویش بر جان درویش" --- ساڑھے دس بجے تشریف لائے --- بے تاب مسافروں نے جس گرمجوشی سے خوش آمدید کہا دیدنی تھا۔

یہ گاڑی میرپور خاص سے روانہ ہونے کے بعد قدم قدم پر رکتی چلتی ہے --- بڑی ملنسار ہے --- کسی کا دل نہیں دکھاتی --- اشارہ کرو تو فوراً رک جاتی ہے --- بڑی وفا شعار اور تابعدار ہے --- خراماں خراماں چل کر ایک بجے دوپہر نوکوٹ پہنچتی ہے --- یہ جگہ میرپور خاص سے ۴۰ میل اور کراچی سے ۲۲۰ میل ہے --- منزل قریب آ رہی ہے لیکن۔

مشکل میں ہیں براتی پرخار بادیئے ہیں

مٹھی یہاں سے ۳۱ میل ہے۔ مگر اس کی روداد بڑی درد انگیز ہے۔ -- سنئے نوکوٹ' اسٹیشن کے مخالف سمت مٹھی جانے والے ٹرک گھورتے ہوتے ہیں۔ جونہی گاڑی آئی -- ٹرکوں کے انجن اسٹارٹ کر دیئے گئے -- ادھر گاڑی رکی اور ادھر لوگ لپکے۔

Marfat.com

(۱۳)

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

پیچھے رہنے والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں ---اگر محروم ہو گئے تو دو گھنٹے پھر انتظار کیجئے۔ یہ ٹرک نہایت بدشکل ہوتے ہیں۔ آواز کو قابو میں رکھنے کا آلہ بھی نہیں ہوتا' اس لئے جب یہ اسٹارٹ ہوتے ہیں تو کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ میدان جنگ کا سماں آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ نوکوٹ ہی میں بنتے ہیں ---بس اسی سے اندازہ لگا لیجئے کیسے بنتے ہوں گے ---ڈرائیور کے آگے روشن دان چوپٹ کھلا ---دونوں طرف کوئی دروازہ نہیں ---نہایت ہوادار ---پیچھے ایک سیٹ مردوں کے لیے' ایک عورتوں کے لیے۔ ان سیٹوں میں بہ وقت تمام چھ مرد اور چھ عورتیں سما سکتی ہیں۔ ان سیٹوں کے صرف ایک سمت دروازہ ہے جس کو بند کر کے باہر سے لوہے کی سلاخ لگا دی جاتی ہے۔ ان سیٹوں کے بعد سارا ٹرک ایک چھکڑے کی طرح کھلا ہے جس میں غریب مسافر مویشیوں کی طرح کھچا کھچ اور لبالب بھر جاتے ہیں۔ ان کے سائے' زمین پر پڑتے ہیں جو دیدنی ہوتے ہیں ---کسی کا سر' کسی کا دھڑ' کسی کا ہاتھ' کسی کا پیر۔

فانوس کی گردش میں کیا کیا نظر آتا ہے

(۴)

اب ٹرک چلنا شروع ہوتے ہیں ---آواز ایسی جیسے ٹینک اور صورت ایسی جیسے مینڈک ---تین چار میل تک پکی سڑک ---اس کے بعد ریت ہی ریت ---بے اختیار غالب کا شعر یاد آتا ہے۔

دم واپسیں برسر راہ ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے

۳۷ میل تک سڑک کا نام و نشان نہیں بلکہ اس سے بھی آگے ہندوستان کی

Marfat.com

سرحد تک --- ریتلے میدان اور ٹیلے --- نشیب و فراز --- ہلتے ہلاتے --- اچھلتے کودتے اور پھدکتے چلے جاتے ہیں۔

نہ احساس ہستی نہ ادراک مستی
جدھر چل پڑا ہوں چلا جا رہا ہوں

کوئی کتنا ہی سنجیدہ کیوں نہ ہو، پھدکے بغیر نہیں رہ سکتا --- اور صرف پھدکنا ہی نہیں، "حرکت شش جہات" سے انسان تماشا بن جاتا ہے --- راستے میں سایہ دار درختوں کا نام و نشان نہیں --- بس وہی پودے ہیں جن کا ذکر دوزخ کے ذیل میں ملتا ہے۔ یعنی آک، تھوہر، کیکر، کنڈی، دیوی، جال وغیرہ وغیرہ۔

ہمت بلند نہ ہو تو انسان کہیں کا نہ رہے --- میں نے سفر کیا تو یوں سمجھا کہ شہادت کے لیے محاذ پر جا رہا ہوں --- ٹرک کی ٹینک نما آواز نے مرے شوق شہادت کو اور زیادہ کیا اور بڑا لطف آیا --- اوروں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا --- وہ شہید ستم ضرور سمجھتے ہیں --- اور بزبان بے زبانی کہتے ہیں۔

اب ہجوم غم و کلفت ہے، خدا خیر کرے
جان پر نت نئی آفت ہے، خدا خیر کرے
جائے ماندن ہمیں حاصل ہے، نہ پائے رفتن
کچھ مصیبت سی مصیبت ہے، خدا خیر کرے

(۵)

اس ٹرک کو دو ڈرائیور چلاتے ہیں۔ ایک اسٹیرنگ کو کنٹرول کرتا ہے اور دوسرا بریک لگاتا ہے اور گیئر بدلتا ہے۔ خالص دیسی انتظام ہے۔ مجھے اس کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس لیے یہ حقائق چشم دید ہیں۔

Marfat.com

— درحقیقت معاون، ڈرائیور کلینز ہوتا ہے — کلینز کیا ہے، اچھی خاصی سیاہی کی دوات ہے۔ جو بھی اس کے قریب آیا اپنے رنگ میں رنگ دیا — سفید پوشوں کے لیے یہ بلائے جان ہے — کلینز کیا ہے اچھی خاصی کوئلہ کی کان ہے —

راستے میں ٹرک خراب نہ ہو تو بدفالی سمجھی جاتی ہے — تقریباً" تمام ٹرک خوش نصیب ہیں — کوئی بدقسمت ہوگا جو خراب نہ ہوتا ہوگا — کارخانے کے سارے اوزار اس ٹرک میں دستیاب ہیں — خراب ہوتے ہی سب مسافر اتر اتر کر بے تکلف ٹیلوں پر دراز ہو جاتے ہیں جیسے قالین پر لیٹے ہوں — پہلے پہل تو میں حیران رہ گیا — بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ریتلی مٹی کپڑوں کو نہیں لگتی جس طرح یہاں کے لوگ بے تعلق رہتے ہیں اسی طرح یہ ریت بھی چمٹتی نہیں بے تعلق رہتی ہے۔ کپڑوں پر نہیں لگتی — اس لیے لوگ آرام سے لیٹ جاتے ہیں۔ بلندی پر ٹرک نہ چڑھ سکے تو اس کی پھونک نکالی جاتی ہے اور کبھی راستے میں خس و خاشاک بچھائے جاتے ہیں۔

(۶)

اور سنئے اس ٹرک کے علاوہ ٹیکسی نام کی بھی ایک شے ہے۔ جب پہلے پہل آواز سنی، ٹیکسی آ رہی ہے، — میں سمجھا کہ شاید کراچی اور لاہور جیسی ٹیکسی ہوگی، جب نمودار ہوئی تو ٹرک کی برخوردار معلوم ہوتی تھی — ٹیکسی کیا تھی — مشینی چھکڑا تھا — لیکن اس صحرا میں یہ بھی خدا کی نعمت معلوم ہوتی ہے۔

کجا دانند حال ما سبک ساران ساحلہا،

(۷)

ٹرک اور ٹیکسی کا ذکر ہو رہا ہے تو کوئٹہ کی عجوبہ روزگار بس کا احوال بھی سنتے چلیئے۔ ۱۹۶۶ء میں جب گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ میں تقرر ہوا تو کبھی کبھی اس بس میں کالج آنا جانا ہوتا تھا — اس میں بریک نہیں تھا۔ بوڑھا ڈرائیور اس کا اداشناس تھا — جب چلتی

Marfat.com

یوں محسوس ہوتا۔

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھئے تھمے
نہ ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

ہاں تو ڈرائیور صاحب جب رکانا چاہتے تو ایک دو فرلانگ سے انجن بند کر دیتے ـــــ اور بس ٹھیک نشانے پر جا کر کھڑی ہو جاتی ـــــ مگر اس کا سفر خطرے سے خالی نہ تھا اور یہ خطرہ سامنے آیا ـــــ ایک دن ہم اتر کر کالج گئے ـــــ وہ تھوڑی دور نہ گئی تھی کہ ایک فوجی ٹرک ٹریلر سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔

پھر نہ دیکھا ہم نے جُز اک شعلۂ پُر پیچ و تاب
شمع تک تو ہم نے دیکھا تھا کہ پروانہ گیا

(۸)

نوکوٹ سے ۲ بجے روانہ ہونے والے ٹرک ۵ بجے مٹھی پہنچتے ہیں ـــــ اور ۴ بجے روانہ ہونے والے رات کو سات بجے ـــــ صبح کا چلا ہوا مسافر رات کو تھک کر چورا ہو جاتا ہے اور بزبانِ حال کہتا ہے۔

ارادہ تھا یہ نالوں کا' ہلا دیں ربع مسکوں کو
مگر اے ہم نفس' دل کی تھکن کچھ اور کہتی ہے

اس وقت چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے۔ یہاں بجلی نہیں ـــــ اور حد یہ کہ نصف صدی قبل شہروں میں جو میونسپل کمیٹی کی طرف سے لالٹینیں جلتی تھیں' وہ بھی نہیں ـــــ ہُو کا عالم ـــــ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا' یوں محسوس ہوتا ہے جنگ سر پر کھڑی ہے اور جہاز اب آیا اب آیا ـــــ چھ سال ہوئے ایک عزیز کے ہاں چمن رہنے کا اتفاق ہوا ـــــ وہاں بھی یہی منظر دیکھا وہاں تو بجلی بھی تھی ـــــ پوچھا آخر کیا سبب ہے؟ اندر اجالا اور باہر اندھیرا؟ ـــــ جواب ملا بجلیاں لگ جائیں تو کاروبار ٹھپ ہو جائے ـــــ خدایا!

Marfat.com

کیسا کاروبار ہے جو رات کو ہوتا ہے؟ پتہ چلا کہ افغانستان کی سرحد ایک میل ہے' سرحدی فیض رات کو جاری ہوتا ہے اور صبح دور دراز سے آنے والے گاہک اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔

لیکن مٹھی میں بجلی نہیں ——مگر لالٹینیں تو جل سکتی ہیں ——نہ معلوم یہاں کے لوگ کس حکمت کے تحت صابر و شاکر ہیں؟ یہ وہی خوب جانتے ہیں ——اس اندھیرے نے یہ ستم ڈھایا کہ ایک روز میں خود اپنا گھر بھول گیا —— رات ٹرنک کال آیا ——ایکسچینج پر پہنچا ——بات کر کے جو واپس ہوا تو پیچ در پیچ گلیوں گلیوں میں کھو گیا ——

اک اک سے پوچھتا تھا کہ جاؤں کدھر کو میں؟

آخر ایک راہ گیر نے راہنمائی کی اور اپنے گھر پہنچا ——

ٹیلیفون کا ذکر آیا تو اس کا تعارف بھی کراتا چلوں ——ایسا ٹیلی فون زندگی میں نہ دیکھا تھا ——شاید یہ جدید ٹیلی فون کا جدِ اعلیٰ ہے۔ چھوٹا سا اسٹیج نما اسٹینڈ اور اس پر ریسیور ——بائیں سمت سیونگ مشین کی طرح ایک ہینڈل۔ جب فون کرنا ہو تو اس کو الٹا گھمائیے۔

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا!

آپریٹر بولے گا' اس سے عرض حال کہئے ——پھر وہ گھمائے گا ——مقصد و مدعا مل جائے گا ——یہ ٹیلی فون جب خراب ہوتا ہے تو عجب گل کھلاتا ہے —— ایک دن جو خراب ہوا تو ریسور سے جہاں میں بول رہا تھا وہیں سے پیغام مل رہا تھا ——حیران تھا کہ کس طرح بولوں اور کس طرح سنوں —— سبحان اللہ۔

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

۹

یہاں مکان کچے پکے ہیں ——گویا مجموعی حیثیت سے یہ شہر ادھ کچرا ہے —— حالیہ

Marfat.com

برسات میں جو پکے تھے، گل گئے اور جو کچے تھے گھل گئے ——مکانات میں نت نئے طریقے استعمال کئے گئے ہیں ——مثلاً ایک مکان میں، دروازوں اور کھڑکیوں کے دو کواڑ تک یکساں نہ تھے۔ اور تو اور کنڈیاں تک یکساں نہ تھیں ——ایسا جدید طرز کا مکان بڑے سے بڑے شہر میں بھی میسر نہ آئے گا——اب جس مکان میں میں رہتا ہوں، یہ بھی خوبیوں سے خالی نہیں ——پہلی خوبی یہ ہے کہ انار کی طرح کھلا ہوا ہے ——دوسری خوبی یہ ہے کہ چھت کے اوپر چلئے تو نیچے باران خاک و خشت شروع ہو جاتی ہے ——یوں دیکھنے میں بہت بڑا مکان ہے ——صدر دروازے میں اونٹ سما جاتا ہے بلکہ ہاتھی بھی ہو تو سما جائے —— مکانات کا ذکر آیا ہے تو چند لطائف اور سنتے چلئے ——۱۶ فروری ۱۹۷۶ء کو چند گھنٹے موسلادھار بارش ہوئی ——معلوم ہوا کہ بارش کے زور سے بالائی منزل کی کھڑکی کا ایک پٹ ٹپک پڑا——ٹپکے کے آم تو بہت سنے تھے لیکن ٹپکے کی کھڑکیاں کبھی نہ سنی تھیں —— سو یہ یہاں دیکھ لیں ——اور سنئے نیچے کی منزل میں کھڑکیوں سے جو پانی نکلنا شروع ہوا تو فرش و فروش اٹھا دیئے گئے ——پانی فرش تک پہنچا مگر پھر آگے بڑھنے کی بجائے، دیوار کے سہارے بڑھتا گیا اور اچانک رک گیا——بارش برابر جاری ہے ——میں حیران کہ اس سیلاب کو کس نے روک دیا ——غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دیوار بلاٹنگ پیپر، کے فرائض انجام دے رہی ہے ——کچی دیواروں کی حکمت آج سمجھ میں آئی ——اور یہ نکتہ بھی معلوم ہوا کہ جذب و کشش ہو تو سیلاب کو بھی روکا جا سکتا ہے —— حضرات اہل اللہ کے قلوب میں یہی جذب و کشش تھی جس نے طوفانوں کا منہ پھیر دیا اور سیلابوں کو روک لیا۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(۱۰)

مٹھی کی آبادی دس ہزار کے لگ بھگ ہو گی جس میں نو ہزار ہندو ہیں اور صرف ایک ہزار

Marfat.com

مسلمان ــــ ہندوؤں میں برہمن، لوہانے، بنیا اور میگھواڑ وغیرہ اور مسلمانوں میں راج، مزدور، میراثی اور کمہار ــــ مجموعی طور پر یہاں کی آبادی ۱۰ ہزار ہے جس میں ۹ ہزار ہندو اور صرف ایک ہزار مسلمان ہیں ــــ اور وہ بھی نادار، خستہ حال!

یہاں کی تہذیب پرانی ہے ــــ زمین پر فرش و فروش ــــ کہیں قالین، کہیں دریاں، کہیں چاندنیاں ــــ روکھا سوکھا کھاتے ہیں اور موٹا جھوٹا پہنتے ہیں ــــ نام و نمود سے کوئی سروکار نہیں ــــ چھالیہ بہت کھاتے ہیں ــــ پانی کا زیادہ استعمال نہیں ــــ بالعموم لوگوں کی جیب میں سروتا رہتا ہے ــــ ایک بزرگ اسکول ٹیچر میرے کرم فرما ہیں ــــ جب موج آتی ہے، آ جاتے ہیں ــــ آتے ہی سلام دعا کے بعد پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ سروتا نکالتے ہیں ــــ پھر یکے بعد دیگرے تین لمبی ڈبیاں ــــ ایک میں چھالیہ، دوسری میں سونف، تیسری میں پیپرامنٹ کی ٹکیاں ــــ اس کے بعد چھالیہ کترنا شروع کرتے ہیں اور باتیں کرتے جاتے ہیں ــــ ان کی موجودگی میں پرنسپل آفس، حرم سرا معلوم ہوتا ہے کہ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ دادی یا نانی کے پاس بیٹھے بچپن کے سہانے دن گزار رہے ہیں ــــ یہ بزرگ جب نماز کے لئے مسجد میں جاتے ہیں اور کبھی جلدی میں دوڑ لگاتے ہیں تو ڈبیوں کی جھنکار سے اچھے خاصے "اسپ نوشہ" معلوم ہوتے ہیں۔

یہاں کے ہندوؤں میں یہ بڑا اچھا رواج ہے ــــ بالغ ہوتے ہی بلکہ پہلے ہی شادیاں کر دیتے ہیں ــــ گویا بھوک لگتے ہی غذا مہیا کر دیتے ہیں ــــ پندرہ برس کے دولہا اور بارہ برس کی دلہن ــــ سبحان اللہ! ماشاء اللہ! ــــ غالباً" اسی لئے یہاں کے جوان عورتوں کو تکتے اور گھورتے نہ پائے گئے ــــ ہمارے شہر کے جوانوں کو اس مشغلے سے فرصت ہی نہیں۔

اب یہی روزگار ہے اپنا

پہلے دیکھتے ہوئے شرماتے تھے ــــ مگر اب تو حق سمجھتے ہیں ــــ اور اگلے وقتوں کے لوگ یہ شعر پڑھتے گزر جاتے ہیں۔

Marfat.com

مت کہو گر برا کرے کوئی
مت سنو گر برا کہے کوئی

مسلمان لڑکوں کی شادیاں بہت دیر میں ہوتی ہیں ـــــ البتہ ختنہ پندرہ سال کی عمر میں ہو جاتی ہیں ـــــ ماشاء اللہ چشم بد دور ـــــ خوب دعوتیں ہوتی ہیں ـــــ سینکڑوں روپے سود پر لیے جاتے ہیں ـــــ پھر صاحبزادے گھوڑے پر چڑھ کر شہر کا گشت کرتے ہیں ـــــ کیوں نہ گشت کریں کہ مقتل کی جانب رواں دواں ہیں ـــــ خدا ساتھ خیریت سے لے جائے اور ساتھ خیریت کے لائے۔

بسلامت روی و باز آئی!

یہاں دیوالی پر بڑا اہتمام ہوتا ہے ـــــ آتش بازی اور پٹاخوں کی آواز سن کر "شب برات" کے مقدس موقع پر جاہل مسلمانوں کی کافرانہ رسم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ـــــ دیوالی کے ان گنت چراغ مٹھی کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں بڑے بھلے معلوم ہوتے ہیں ـــــ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے آسمان ٹوٹ کر نیچے آگیا ہو ـــــ شب تاریک میں ایک ایک کر کے ہزاروں چراغ روشن ہو جاتے ہیں ـــــ دیکھتے ہی دیکھتے جنگل میں منگل اور زمین ہمدوش ثریا ـــــ

شادی میں مختلف رسمیں ہیں ـــــ ایک رسم میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا ـــــ عرف عام میں اس کو "کچہری" کہتے ہیں ـــــ شادی والے گھر میں ایک کمرے کے اندر فرش و فروش بچھا دیئے جاتے ہیں ـــــ اور تھالیوں میں سجا سجا کر ٹافیاں' مٹھائیاں' سگریٹ 'چھالیہ' سونف اور زیادہ توفیق ہوئی تو اخروٹ و بادام وغیرہ بھی رکھ دیئے جاتے ہیں ـــــ شادی سے تین روز قبل یہ اہتمام کیا جاتا ہے ـــــ دوست و احباب برابر آتے رہتے ہیں ـــــ تھوڑی دیر بیٹھے' کچھ شغل کیا اور چائے پی پلا چلے دیئے ـــــ تین روز تک یہ آنا جانا لگا رہتا ہے۔

ان محفلوں میں حاکم و محکوم یکجا ہوتے ہیں ـــــ سب زمین پر ـــــ کوئی آسمان پر نہیں ـــــ جس طرح شہروں کی محفلوں میں تذلیل انسانیت کے سامان ہوتے ہیں ـــــ یہاں

Marfat.com

نہیں ہوتے ــــ ان محفلوں میں نہ کسی کو ٹوفیاں جیب میں چھپاتے دیکھا اور نہ سگریٹ کے پیکٹ ــــ شہروں میں تو چمچے اور پلیٹیں تک غائب ہو جاتی ہیں ــــ اس غریب شہر کے لوگ کم از کم دعوتوں میں نہایت مہذب معلوم ہوتے ہیں ــــ ایک صاحب نے اپنے بچے کی سالگرہ میں عصرانہ دیا' جانے کا اتفاق ہوا ــــ سب کھا چکے اور چیزیں پڑی ہیں ــــ نہ کسی کو ہوس اور نہ ہوکا ــــ دعوتوں میں چنگیز خانی یا ہلاکو خانی انداز کا دور دور پتہ نہیں ــــ جو شہروں کی دعوتوں میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے ــــ کراچی میں ایک صاحب کھانے میں ایسے مگن کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ــــ معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کا آخری کھانا کھا رہے ہیں ــــ ایک دوست نے برجستہ یہ مصرع پڑھا۔

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا

سرکاری دعوتوں میں بھی یہ شہری انداز نہ پائے۔ وزیروں کے ساتھ ــــ کمشنروں کے ساتھ اور دوسرے افسروں اور عمائدین کے ساتھ دعوت کا اتفاق ہوا' کہیں یہ بات نہ دیکھی ــــ ہاں کوئی شہری نکل آیا تو پھر وہ ہاتھ پیر مارنا شروع کر دیتا ہے خصوصاً" اس دعوت میں جہاں کوئی لپکنے والا نہیں ــــ موت کی رسمیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ البتہ یہ عجیب رسم دیکھی کہ جوان مرتا ہے تو سب غم کھاتے ہیں اور بوڑھا مرتا ہے تو سب مٹھائی کھاتے ہیں ــــ اس شعر کا مفہوم یہاں سمجھ میں آیا۔

گر پیر نود سالہ بمیرد عجب نیست
ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں بود

(۱۱)

یہاں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نہ چوریاں ہوتی ہیں' نہ قتل و غارت گری اور نہ اغوا ــــ رات کو چین سے سوئیے ــــ کنڈی اگر کھلی بھی رہ گئی ہے تو کوئی حرج نہیں ــــ لیکن حال ہی میں مٹھی سے کچھ فاصلہ پر قتل کا ایک کیس ہوا ــــ ایک حجام نے

Marfat.com

سپاہی کی داڑھی بناتے بناتے گلے پر استرا پھیر دیا ——اور وہ سپاہی وہیں ڈھیر ہو گیا ——جب اس حجام کو پکڑ کر جیل خانے میں بند کیا گیا تو یہ بھی خودکشی کر کے فی النار والسقر ہوا ——یہ ایک انوکھا واقعہ سننے میں آیا ——جس کا تعلق یہاں کے باشندوں سے نہیں ——لڑنے مرنے میں یہ بہت پیچھے ہیں ——البتہ کمانے اور جمع کرنے میں بہت آگے ——

(۱۲)

یہاں پوسٹ آفس بھی ہے اور پوسٹ ماسٹر بڑی خوبیوں کے مالک ہیں ——ان کا کہنا ہے کہ لفافہ اور پارسل وغیرہ ترازو میں نہ تولنا چاہئے۔ بلکہ ہر پوسٹ ماسٹر کو طبیب حاذق ہونا چاہئے ——یعنی جس طرح ایک حکیم' نبض پر ہاتھ رکھتا ہے' مرض معلوم کر لیتا ہے۔ اسی طرح ایک پوسٹ ماسٹر کو لفافہ اور پارسل کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہی وزن معلوم کر لینا چاہئے ——چنانچہ وہ اسی طرح تولتے ہیں ——احتجاج کیا جاتا ہے تو فرماتے ہیں' "میں کھا تو نہیں جاتا' رسید دیتا ہوں" ——بے شک رسید دیتے ہین اور سرکار کی خیر خواہی کرتے ہیں ——دمڑی کی جگہ دھیلا ——دھیلے کی جگہ پیسہ ——پیسہ کی جگہ آنہ اور آنہ کی جگہ روپیہ خرچ کراتے ہیں ——ایک رجسٹرڈ پارسل کے ۱۶ روپے طلب فرمائے ——احتجاج کیا تو چپڑاسی نے فرمایا' "اچھا تم کیا دو گے؟" ——سبحان اللہ! سبحان اللہ! قربان جائیے اس رضا طلبی کے۔

مزا تو جب ہے کہ اے آہ نارسا تجھ سے
وہ خود کہیں کہ بتا تیری آرزو کیا ہے؟

بہت مہربان ہیں ——اتوار کو بھی ڈاک ملتی ہے ——جب سارے پاکستان کے ڈاک خانے بند ہوتے ہیں —— مٹھی کا یہ نادر ڈاک خانہ تھوڑی دیر کے لیے جاگتا ہے ——ٹیلی گرام کی بھی سنتے چلئے ——کبھی تو سیدھا آ جاتا ہے اور کبھی ڈاک کے ذریعہ ——ڈاک کے ذریعہ ٹیلیگرام کا آنا کبھی نہ سنا تھا ——یہاں آ کر یہ عجوبہ بھی دیکھا ——ایسا ٹیلیگرام تین روز بعد ملتا

Marfat.com

ہے ـــــ اندازہ لگائیے اگر کسی حادثے کی خبر آئے ـــــ تو تین دن میں خبر ملے اور دو روز سفر میں لگیں ـــــ اسی طرح جہاں جانا ہو حادثے کے پانچ روز بعد پہنچ سکے۔

کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہونے تک
عمر اک چاہیئے یہ عمر بسر ہونے تک

۱۳

یہاں کے پانی میں پٹرول یا اسی قسم کے کسی تیل کی آمیزش معلوم ہوتی ہے ـــــ سنا ہے کہ ایوب خاں کے زمانے میں بیرونی ممالک کے ماہرین نے سروے کیا تھا ـــــ کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ ـــــ کچھ نہیں معلوم ـــــ تھوڑے فاصلہ پر ایک قطعہ زمین میں دور تک سفیدی پھیلی ہوئی ہے ـــــ یہاں کے لوگ یہ سفید مٹی سفیدی کی جگہ استعمال کرتے ہیں ـــــ اس میں اور اصل سفیدی میں فرق کرنا مشکل ہے ـــــ اس کی کوئی قیمت نہیں ـــــ اپنا گدھا ہو تو باربرداری کے پیسے بھی خرچ نہ ہوں ورنہ چند آنوں میں کام بن جاتا ہے ـــــ سنا ہے کہ یہ سفید مٹی سات میل تک اندر اندر پھیلی ہوئی ہے ـــــ ایک زمانے میں یہاں سے یہ مٹی لاد لاد کر ٹرک کے ٹرک جانے لگے تھے ـــــ پھر یہ روک دیے گئے ـــــ نہ معلوم کیوں؟ ـــــ

ہمارے ہاں علاقہ پرستی نے ایک آفت مچا رکھی ہے ـــــ زمین کی دولت زمین میں دفن رہے، یہ قبول ـــــ مگر یہ گوارا نہیں کہ اہلِ ہمت کی جماعت یہ دفینے نکال کر خود بھی نہال ہو اور دوسروں کو بھی نہال کرے ـــــ خدا وہ وقت لائے کہ سب اپنے اپنے دفینوں کو نکال کر خدا کا یہ فرمان سچ کر دکھائیں کہ زمین میں جو کچھ ہے وہ سب تمہارے قبضے میں دے دیا گیا ـــــ

۱۴

سننے میں آیا ہے کہ یہاں کافی فاصلے پر دورِ غزنوی کی ایک مسجد بھی ہے ـــــ اور

Marfat.com

قدیم مندر بھی ــــ مٹھی میں مغربی سمت ایک ٹیلے پر قلعے کے آثار نظر آتے ہیں ــــ مگر اس میں لکھوری اینٹ استعمال کی گئی ــــ یہاں کے لوگ یہ اینٹیں اکھاڑ لاتے ہیں اور بے تکلف اپنے گھروں میں لگاتے ہیں ــــ حفاظت کی یہ تدبیر ماہرین آثار قدیمہ کو بھی نہ سوجھی ــــ ہلدی لگی نہ پھٹکری اور اینٹ محفوظ ــــ نوکوٹ سے مٹھی آتے ہوئے تین چار میل کے فاصلے پر ایک اور قلعہ کے آثار ہیں ــــ اس کی دیواریں اب تک قائم ہیں اور دور سے بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

۱۵

عام حالات میں یہاں تخمی آم کے سوا پھل نام کی کوئی چیز نہیں آتی ــــ البتہ ترکاریاں آتی ہیں ــــ جاڑوں میں تروتازہ، گرمیوں میں سڑی ہوئی اور نہایت گراں ــــ خود "بوڑھی" ہوتی ہیں مگر قیمت "جوان" ہوتی ہے ــــ بڑھاپا اور جوانی کہیں ایک ساتھ نہ دیکھے ــــ یہاں یہ بھی دیکھا ــــ جب آم آتے ہیں تو ترکاریاں غائب ہو جاتی ہیں ــــ یہ راز سمجھ میں نہیں آیا ــــ بعد میں معلوم ہوا کہ آم، سالن کا قائمقام سمجھا جاتا ہے ــــ آم آنے کے بعد پتیلیاں اوندھی کر دی جاتی ہیں ــــ بس آم چوستے گئے، روٹیاں کھاتے گئے ــــ اللہ اللہ خیر سے اللہ اور ہ

فارغ ہوئے شتابی سے

دودھ اور مکھن بازار میں دستیاب نہیں ہوتا ــــ صنف نازک میں شمار ہوتا ہے، صرف گھروں میں یا تھنوں میں رہتا ہے ــــ یہاں کے لوگ خود کھاتے ہیں اور کھلانے پر یقین نہیں رکھتے ــــ کبھی بازار میں نکل آتا ہے تو کچھ نہ کچھ ملا دیا جاتا ہے کہ کہیں نظر نہ لگ جائے ــــ ہماری مشکل ہمارے دوست ہیڈ ماسٹر صاحب نے حل کی ــــ ایک بکری عنایت فرمائی ــــ تین تھن ہیں اور تینوں کام کرتے ہیں ــــ چوتھا بھی ہے مگر وہ صرف نمائشی اور تناسب قائم رکھنے کے لئے ــــ چرواہا بھی دیدنی ہے ــــ قد مبارک تین فٹ، بکری سے

Marfat.com

کچھ ہی اوپر — صبح جب بکری لے جاتے ہیں تو منظر دیدنی ہوتا ہے —

گوشت مل جاتا ہے — ایک میدان میں آمنے سامنے تین چار دوکانیں ہیں — دوکانیں کیا ہیں اچھے خاصے کچے مورچے معلوم ہوتے ہیں — پہلے ہڈیوں کا نام گوشت تھا — قحط پڑا ہوا تھا — کھانے کے لیے کچھ نہ تھا — اک دن کھانے جو بیٹھا تو ہڈیوں کے سوا کچھ نہ پایا — جس کو بوٹی سمجھ کر اٹھایا وہی ہڈی نکلتی — حیران تھا یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے! — پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہی گوشت ہے — خیال آیا شاید یہ بکرا طبقۂ عشاق سے تعلق رکھتا ہے — سالارِ کارواں ہے — فراقِ یار میں سوختہ جاں ہے — ایسے سوختہ جاں خوش نصیبوں ہی کو ملتے ہیں — کبھی کبھار دور دراز سے تیتر بھی آ جاتے ہیں — ایک کرم فرمانے تحفتاً "بھیجا" دو گھنٹے پکایا' گل کے نہ دیا۔

مرحبا اے نازک اندامانِ "مٹھی" مرحبا!

اقبال نے غلط نہیں کہا تھا۔

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہنر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا

اس تیتر کی بوٹی بوٹی سنگ خارا بنی ہوئی تھی۔

(۱۶)

یہاں اونٹ پر پانی لاد کر لایا جاتا ہے — بالعموم گھر کے دروازے شاہی ہوتے ہیں تاکہ اونٹ سما سکے — اس سے ایک فائدہ تو ہے مگر نقصان یہ ہے کہ کبھی کبھی ٹہلتے ٹہلتے گدھے بھی گھر میں آ دھمکتے ہیں — ایک دن دروازہ کھلا رہ گیا — بلا تکلف اندر آ گیا اور سیدھا باورچی خانے میں گیا اور آٹا صاف کر گیا — قحط پڑا ہوا تھا۔ نہ معلوم کتنے روز سے بھوکا تھا — پانی لانے کا ایک اور طریقہ بھی ہے — مشک کو ڈنڈا ڈولی کر کے لایا جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے مکتب و مدرسے کے شریر لڑکے آپس میں ایک دوسرے کو ڈنڈا

Marfat.com

ڈولی کرتے ہیں ـــــ یہ مشکیں ان گھروں میں جاتی ہیں جن کے دروازے اونٹ کے شایان شان نہیں ـــــ ویسے ہندوؤں کی اکثر عورتیں خود پانی بھر کر لاتی ہیں اور عورت ہو کے مردوں کا کام کرتی ہیں ـــــ

یہاں نہ دریا ہے نہ نہر بس کنویں ہی کنویں ہیں اور وہ بھی ۱۶۰ فٹ تک گہرے ـــــ ایک نکتہ سنتے چلئے ـــــ ایک دن یہاں کے مسلمان رئیس سے شکایت کی گئی کہ مٹھی کے لوگ دور دور رہتے ہیں' قریب نہیں آتے ـــــ انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح یہاں کے کنویں گہرے ہیں اسی طرح کے لوگ ہیں' جب تک اتنی گہرائی میں جا کر آنے والے کو پرکھ نہیں لیتے اس کے قریب نہیں آتے ـــــ ظاہر ہے اتنی گہرائی تک پہنچنے کے لیے زندگیاں درکار ہیں ـــــ

کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہونے تک
عمر اک چاہئے یہ عمر بسر ہونے تک

ہاں! تو عرض کر رہا تھا کہ کنویں بہت گہرے ہیں ـــــ ان کنوؤں سے جہازی ڈول کے ذریعے پانی نکالا جاتا ہے ـــــ رسی اونٹ کھینچتا ہے ـــــ جب ٹھکانے پر پہنچ جاتا ہے تو پانی نکالنے والے جس کو یہاں مالی کہتے ہیں ـــــ لمبے سر میں ایک دلدوز آواز نکالتا ہے جیسے صحرا میں بھٹکا ہوا مسافر ـــــ دور بہت دور سے ـــــ مدد کے لیے کسی کو پکار رہا ہو ـــــ پھر ذرا پیچھے ہٹتا ہے ـــــ ادھر یہ ہٹا ادھر ڈول کا پانی حوض میں گیا ـــــ اس حوض کی صفائی شائد پچھلے وقتوں میں ہوئی ہو تو ہوئی ہو' ـــــ ورنہ اب تو صفائی کی نوبت نہیں آتی ـــــ اس میں ہر قسم کا کیڑا دستیاب ہے ـــــ شاید اس قدر کیڑے دنیا میں کہیں یک جا نہ ہوئے ہوں گے۔

باہم یہ دل جلے نہ اکٹھے ہوئے کہیں

ماہرین کا خیال ہے کہ یہ حوض کی کرامت نہیں بلکہ پانی کی خوبی ہے ـــــ نکلنے کے دو گھنٹے بعد اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں ـــــ گویا اس کی خاصیت وہ بھی ہے جو اونٹنی کے دودھ کی سنی جاتی ہے ـــــ بہرکیف یہ حوضی بسا غنیمت ہے ـــــ شہر کے تمام گھروں کو یہ کیڑے برابر

Marfat.com

برابر تقسیم کئے جاتے ہیں ـــ کوئی محروم نہیں رہتا ـــ سب کو حصہ مل جاتا ہے ـــ

۱۷

یہاں کے لوگ خصوصاً ہندو آبادی بہت کامی ہے ـــ بارش کے دنوں میں کاشت کاری کرتے ہیں ـــ اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ جس شہر میں کاشت کاری ہوتی ہو وہاں پھاوڑا اور بیل نام کی کوئی چیز نہیں ـــ بیل کی جگہ گدھا اور پھاوڑے کی جگہ ہاتھ ـــ زمین بہت نرم ہے ـــ ایک اشارہ کافی ہے ـــ ایک دفعہ پھاوڑے کی ضرورت ہوئی ـــ سارے شہر میں تلاش کرایا ـــ ایک پھاوڑا آیا جس کو پھاوڑی کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے ـــ نصف فٹ مکعب ـــ سبحان اللہ! ماشاء اللہ!

کاشت کاری سے فارغ ہو کر دست کاری میں مصروف ہو جاتے ہیں ـــ قالین کے کئی کارخانے ہیں ـــ نواڑ بھی شاندار بنی جاتی ہے ـــ چھپائی بھی بہت پکی ہوتی ہے ـــ سوزن کاری کا کام بہت اچھا ہوتا ہے ـــ پوری پلنگ کی چادر سوزن کاری سے لسی ہوئی ـــ یہ بیرونی ممالک تک جاتی ہے ـــ مسلمان مٹی کے برتن بناتے ـــ یا ڈھول بجاتے ہیں ـــ یعنی میراثی ہیں ـــ کچھ معمار بھی ہیں مگر یہاں عمارتیں بنتی کم ہیں اور بگڑتی زیادہ ہیں ـــ ورنہ شق ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں ـــ کوئی عمارت بتاشے کی طرح بیٹھی ہوئی ـــ کوئی انار کی طرح کھلی ہوئی ـــ اور کوئی تخمی آم کی طرح گھلی ہوئی ـــ اور کوئی کھیلوں کی طرح بکھری ہوئی ـــ الغرض رنگ برنگ کی عمارتیں ہیں ـــ

۱۸

چھوٹا موٹا بازار ہے ـــ دوکانیں بھی ہیں ـــ دوکاندار حریص نہیں ـــ آرام سے بیٹھے رہتے ہیں ـــ شہری دوکانداروں کی طرح بے چین نہیں اور نہ گاہکوں کے آگے جال پھیلاتے ہیں ـــ گاہک آئے یا نہ آئے ان کی بلا سے ـــ وہ تو بیٹھے ہیں ـــ اور کبھی لیٹ بھی جاتے ہیں ـــ کوئی ان کا افسر نہیں ـــ آزاد ہیں، گرفتار نہیں ـــ کبھی دل چاہا تو

Marfat.com

دوکان کے سامنے ہی سر منڈانے بیٹھ گئے ـــــ آبادی کے تناسب سے سنار زیادہ معلوم ہوتے ہیں ـــــ اتنے کیوں ہیں؟ ـــــ کچھ نہیں کہا جا سکتا ـــــ ممکن ہے یہاں کے لوگ روپے پیسے کو سونے کی صورت میں رکھنا پسند کرتے ہوں ـــــ یہ نہایت دور اندیشی کی بات ہے ـــــ انقلابات خصوصاً" مہنگائی میں روپے کی مٹی پلید ہوتی ہے ـــــ جس کے پاس دولت چھپی تھی وہ گھٹ گئی اور جس کے پاس سونا جمع تھا وہ بڑھ گیا اور خوب بڑھا ـــــ

۱۹

گزشتہ سال یہاں قحط پڑا ـــــ جانور تو جانور انسان بھوکے مرنے لگے تھے ـــــ مٹھی میں تو سب زندہ تھے ـــــ البتہ اردگرد سے وحشت ناک خبریں آتی رہتی تھیں ـــــ البتہ یہاں گائیں، بھینسیں اور گدھوں کی حالت خراب تھی ـــــ اکثر اونگھتے رہتے تھے ـــــ اور گدھے چرسیوں کی طرح زمین پر منہ ڈالے کھڑے رہتے تھے ـــــ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی ـــــ نفسا نفسی کا عالم تھا ـــــ برسات کے موسم میں یہ عجیب منظر دیکھا کہ ـــــ جو ہے آسمان کو تکتا ہے ـــــ یہاں زمین بارانی ہے ـــــ دو سال سے بارش کی اک اک بوند کو ترس گئے ـــــ شہروں میں بارش بلائے ناگہانی سمجھی جاتی ہے ـــــ مگر یہاں رحمتِ آسمانی ـــــ نماز جمعہ کے امام صاحب کا بلک بلک کر دعائیں مانگنا اب تک یاد ہے۔

ملے اک خم تو ے خانہ سے ساقی
کہ ہم چھوٹے ہوئے ہیں دو برس کے

بلاشبہ یہ وہ وقت تھا جب فضائے بسیط میں یہ خدائی آواز گونج رہی تھی:

امن خلق السمٰوت والارض و انزل لکم من السمآء مآء فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما کان لکم ان تنبتوا شجرها اله مع الله؟

"وہ کون ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے ہرے بھرے باغات اگائے۔ تم میں تو اتنی بھی سکت نہ تھی کہ ایک پودا بھی لگا

Marfat.com

سکتے۔ (تو پھر بتاؤ) کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خدا ہے؟"

یہ خدائی آواز گونج رہی تھی اور سب کے سر جھکے ہوئے تھے ـــ تڑپتے دل اور اشک بار آنکھیں گواہی دے رہی تھیں ـــ خدا نے کرم فرمایا ـــ اس سال خوب بارش ہوئی ـــ زمین پر رونق آگئی ـــ اور پھر انسانوں اور جانوروں پر رونق آگئی ـــ ہر شخص خوش و خرم' تر و تازہ ـــ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سوکھے تنوں اور ٹہنیوں میں جان آگئی ـــ یہاں کے رہنے والوں نے حُسنِ ظن بنا کر یہ کہا "یہ ساری آپ کی برکتیں ہیں"۔ ـــ اللہ اکبر۔

ہیں یوں تو فدا ابرِ سیہ پر سبھی مے کش
پر آج کی گھنگھور گھٹا میرے لیے ہے

یہ ان کا حُسنِ ظن تھا' ورنہ میں اپنی سیہ کاری سے خوب واقف ہوں ـــ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے اور اپنے محبوبوں میں اٹھائے۔ آمین!

(۲۰)

یہاں اجناس میں باجرہ' مونگ' موٹھ' تل وغیرہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ پھلوں میں تربوز' متیرا' ککڑی اور پھوٹیں وغیرہ ـــ غریب لوگ ان کو پھلوں میں شمار کرتے ہیں۔ امیروں کے لیے یہ چیزیں پھلوں کی فہرست سے خارج ہیں۔ مگر یہاں کے غریب لوگ انہی پھلوں کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ انہوں نے پھل دیکھے ہی نہیں۔

ایک دن امام صاحب جامع مسجد کو کوئٹہ کی خوبانی جو دی' تو اس کو گھما پھرا کر دیکھا اور چاروں طرف سے جانچا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا: "میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی"۔ اللہ اکبر! ستر برس کی عمر شریف اور خوبانی تک نہ دیکھی۔ دل پر چوٹ سی لگی اور خیال آیا کہ ہمارے شہروں میں خدا کی ہزاروں نعمتیں ملتی ہیں' پھر بھی ہم شکر نہیں کرتے۔ یہ غریب ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور مست رہتے ہیں۔

Marfat.com

برسات کے بعد کا ذکر ہے ایک دن دفتر میں بیٹھا تھا۔ ایک بزرگ تشریف لائے اور خوشی خوشی فرمایا۔ "سائیں! آپ نے یہاں کے پھل بھی کھائے؟" میں نے کہا۔ "کون سے پھل؟" فرمایا۔ "کارنگ' گدری' چیڑی' چھائیاں"۔ (یعنی تربوز' پھوٹ' ککڑی اور متیرا)۔

سبحان اللہ! کیسے عجیب و غریب پھلوں کے نام گنائے! مگر وہ خوش تھے۔ یہاں بہت سے ایسے غریب بھی تھے' جو آٹھ آنے کا تربوز بھی نہ کھا سکتے تھے۔ ہمارے ہاں تربوز کے چھلکوں میں سرخی لگی رہ جاتی ہے' مگر یہاں سفیدی تک چٹ کر جاتے ہیں۔ کیسے صابر و شاکر ہیں۔ یہ تربوز بھی بڑا مشکل کشا ہے۔

ایک دن تکمیلِ سُنت کی غرض سے اونٹ پر سوار ہو کر صحرا کی طرف نکلا۔ کلرک کا اصرار تھا کہ اس کے کھیت پر چلا جائے۔ چاروں طرف ریت ہی ریت۔ چند میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا کھیت نظر آیا۔ جس میں تل اور مونگ کی کاشت کی گئی تھی۔ ساتھ ہی پھونس کی ایک جھونپڑی جس کے اندر کھڑا ہونا مشکل۔ بہرحال بیٹھ کر داخل ہوئے۔ تربوز کھلایا۔ اس کے بعد باجرے کی روٹی۔ لیجئے دعوت ختم ہوئی۔

معلوم ہوا اس صحرا میں جب پانی نایاب ہو جاتا ہے' تو تربوز کا پانی پی کر جیتے ہیں۔
ایک صاحب نے ایک دن مسئلہ پوچھا:
"کیا تربوز کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟"۔

شاید کسی مفتی کے سامنے یہ مسئلہ نہ آیا ہو۔ عرض کیا۔
"آخر اتنے تربوزوں کا خون کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"
جواب ملا۔
"تربوز کا پانی میسر ہے اور اصل پانی دور دور میسر نہیں۔" اللہ اکبر!

(۲۱)

یہ شہر اگرچہ صوبہ سندھ کے ضلع تھرپارکر میں واقع ہے مگر یہاں کے لوگ بقیہ

Marfat.com

سندھ سے عملاً" الگ تھلگ ہونے کی وجہ سے اس کو سندھ نہیں کہتے' پاکستان میں ضرور سمجھتے ہیں۔ جو سندھ کے دوسرے علاقوں سے یہاں آتا ہے' کہتے ہیں سندھ سے آیا۔ میں نے کہا یہ کون سا مقام ہے؟ جواب ملا "تھر"۔ اور اس کے آگے "ننگر" ہے۔ پھر "ہندوستان"۔

یہاں صرف تین مساجد ہیں۔ عید گاہ کے پاس بھی ایک "مسافر مسجد" ہے۔ ان مساجد میں ایک جامع مسجد ہے۔ پہلے کوئی مسجد نہ تھی۔ چند برس ہوئے کہ یہ مساجد وجود میں آئیں۔ جامع مسجد کے قریب ایک کنواں ہے جو ایک غیر مسلم کو ٹھیکہ پر دے رکھا ہے۔ کس نے دے رکھا ہے اور کیوں دے رکھا ہے۔ کچھ نہیں معلوم۔ مسجد کو کبھی کبھار ایک ڈول جس کو یہاں کی اصلاح میں پکھال کہتے ہیں' مل جاتا ہے۔ باقی آمدنی کہاں جاتی ہے' کنوئیں کا پانی فروخت کرنے کا شرعی حکم کیا ہے۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ شکر ہے مسجد کے امام صحیح العقیدہ سنی ہیں۔ علم دین اور قرآن و حدیث کا واجبی علم رکھتے ہیں۔ نہایت مخلص انسان ہیں۔ نقشبندیہ سلسلے میں بیعت ہیں۔ صاحبِ نسبت و صاحبِ دل ہیں۔

(۲۲)

یہاں کے لوگ باہر سے آنے والے ہر شخص کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں۔ یقین کا آغاز شک ہی سے ہوتا ہے۔ شاید حصولِ یقین کے لیے شک کرتے ہوں گے۔ کوئی خدمت کے لیے آئے تو اس کی خدمت تو قبول کر سکتے ہیں' مگر اس کو مکان فراہم نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ انسان کے رہنے کے لیے فرش' زمین اور سقفِ آسماں کافی ہے۔ یہاں لوگوں کو خالی مکان زیادہ بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ مثال بالکل غلط ہے۔ "خانہ خالی را دیو می گیرو"۔ وہ کہتے ہیں خالی مکان میں کون آتا ہے۔ جب کوئی ہوتا ہے تب ہی آتا ہے اس لیے اکثر و بیشتر مکان خالی پڑے رہتے ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمان کو مکان نہیں دیتے۔ شاید یہ الزام ہے۔ اتنا ضرور دیکھا ہے کہ

Marfat.com

(۲۲)

مسلمان افسران کو مکان دینے کا شاندار وعدہ کرتے ہیں۔ بس دل خوش کر دیتے ہیں۔ لکھنؤ کے اس نواب پر یقین رکھتے ہیں جس نے ایک قصیدہ گو شاعر کو اشرفی کی تھیلی کے وعدے سے خوش کیا تھا۔ اور جب وہ لینے گیا' تو فرمایا: "کیسی تھیلی؟ آپ نے اپنے کلام سے خوش کیا۔ میں نے اپنے کلام سے خوش کیا"۔

(۲۳)

ایک دن امام صاحب کے ہاں بیٹھا تھا۔ ایک اجنبی آیا اور ایک سوال پوچھ کر طبیعت مکدر کر دی۔ اس نے سندھی میں پوچھا۔ "یہ کون ہے؟" ہندوستانی ہے' پنجابی ہے' سندھی ہے؟ میں نے جواب دیا۔ "بھائی مسلمان ہوں اور بس" —— وہ سن کر خاموش ہو گیا۔ اللہ اکبر۔ اسلامی اخوت میں جو مزا ہے کسی میں نہیں۔ اے سلمان فارسی تیرے قربان جاؤں! تو نے یہ کہہ کر سلمان بن اسلام (سلمان فرزند اسلام) اسلام کا سچا پرستار بنا دیا۔ اسی طرح مسجد میں ایک صاحبِ دل مہمان سے ملنے گیا۔ انہوں نے بھی یہی سوال کر کے حیرت میں ڈال دیا۔ اور میرا وہی جواب سن کر وہ بھی خاموش ہو گئے۔ اللہ اکبر! اہلِ دل بھی اہلِ عقل کی طرح الجھ کر رہ گئے۔ پھر ستم ظریفی یہ کہ انسان بھی' نئے اور پرانے ہونے لگے۔ مگر زندگی تو کبھی پرانی نہیں ہوتی' ہر وقت نئی رہتی ہے۔

زمانہ ایک' حیات ایک' کائنات بھی ایک
دلیلِ کم نظری قصۂ جدید و قدیم

کیا کبھی کسی نے سنا کہ فرشتے ارواح سے بھی وہی سوال کرتے ہیں جو اس سائل نے اور اس بزرگ نے سوال کیا تھا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو صرف یہ پوچھتے ہیں۔ "تیرا دین کیا ہے؟" تیرا رب کون ہے؟ اور کیا تو اس مردِ کامل کو جانتا ہے جس کا نام محمد ہے ﷺ!"

بدن قیدِ مقامی سے آلودہ ہوتا ہے۔ روح آلودہ نہیں ہوتی —— اس کا تو ایک ہی رنگ ہے اور جسم جس جیل کا قیدی ہو گا' اسی جیل کا کہلائے گا۔ ہر چند وہ انکار کرے ——

Marfat.com

(۲۳)

مگر انکار نہیں کر سکتا۔

نظر محدود ہوتی ہے تو اپنی جان تک رہتی ہے' ذرا پھیلتی ہے تو گھر تک —— اور پھیلتی ہے تو شہر تک اور پھیلتی ہے تو صوبے تک —— اور پھیلتی ہے تو ملک تک —— اور پھیلتی ہے تو عالم تک —— اور پھیلتی ہے تو ماورا عالم جا پہنچتی ہے اور سارا عالم اس کے سینے میں سما جاتا ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

جس کے دل میں سارے جہاں کا درد ہو' ہو نہیں سکتا کہ وہ اپنے ماحول سے بغاوت کرے۔ وہ اپنے ماحول کو اپنا نہ کہے —— وہ تو سارے عالم کو اپنا کہتا ہے —— وہ تو سارے جہان والوں سے پیار کرتا ہے۔

خدا کے بندے ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

(۲۴)

یہاں ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہے۔ کبھی کان بھی بجنے لگتے ہیں۔ دورِ جدید میں ایسا سکون کہاں ہے؟ مگر جو سکون کے عادی نہیں ان کے لئے یہ بلائے جان ہے۔ تنہائی کے شب و روز گزارنا ان کے لئے قیامت ہے۔

کاو کاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

اور

کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہونے تک
عمر اک چاہئے یہ عمر بسر ہونے تک

Marfat.com

مگر میرے لئے یہ سکون آفتِ جاں نہیں۔ البتہ اہل و عیال سے دوری کبھی کبھی باعثِ کُلفت ضرور ہوتی ہے کیونکہ یہ بھی سکون ہی کا ایک حصہ ہے جو مقصودِ فطرت اور مطلوبِ قرآن ہے۔

بر بدن نہ رودِ ذوق یہ تو از اندیشۂ ما
سالہا پنجہ بہم دادہ رگ و ریشۂ ما

لیکن ایک وقت تک اہل و عیال سے علیحدگی بھی سنت ہے ـــــ اُجالوں کے لئے تاریکیوں میں جانا ضروری ہے۔ گُل چینی سے پہلے صحرا میں نکلنا ضروری ہے۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

ہاں تو ذکر کر رہا تھا کہ یہاں سکون ہی سکون ہے۔ خاموشی ہی خاموشی ہے۔ نہ جہاز کی زن زن۔ نہ ریلوں کی کھڑ کھڑ ـــــ نہ موٹروں کی ٹر ٹر۔ نہ نغماتِ شیطانی۔ بس حیرانی ہی حیرانی۔ ہر طرف سناٹا۔ ہر طرف خاموشی اور اس خاموشی میں۔ چاند کی چمک اور ستاروں کی دمک بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے ـــــ بڑی دلکش۔ بڑی دلفریب۔ کوئی بات کرنے والا نہیں۔ جی چاہتا ہے کہ اس سے گھنٹوں باتیں کیجئے! ہاں اے سنہری محفل کے دولہا!

میرے ویرانے سے کوسوں دور ہے تیرا وطن
ہے مگر دریائے دل تیری کشش سے موجزن
زندگی کی رہ میں سرگرداں ہے تو، حیراں ہوں میں
تو فروزاں محفلِ ہستی میں ہے، سوزاں ہوں میں
انجمن ہے ایک میری بھی جہاں رہتا ہوں میں
انجمن میں تو اگر یکتا ہے، تو تنہا ہوں میں
پھر بھی اے ماہِ مبیں میں اور ہوں تو اور ہے
درد جس پہلو سے اٹھتا ہو، وہ پہلو اور ہے

Marfat.com

اور اذانِ صبح کے وقت "ستارۂ سحری" کی نمودِ قیامت کا حُسن رکھتی ہے۔

ہے رواں نجمِ سحر' جیسے عبادت خانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی' عابدِ شب زندہ دار

اللہ اکبر! شہروں میں کبھی آسمان کی طرف پلٹ کر دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ نیچے اتنے جال پھیلے ہوئے ہیں کہ نظر اوپر اٹھتی ہی نہیں۔ لیکن یہاں قلب و نظر آزاد ہیں ـــــ یہاں حسنِ فطرت کو گھنٹوں دیکھئے۔ کوئی دامن کھینچنے والا نہیں۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

ایک دن دوپہر کو تنہا لیٹا تھا۔ "ذکرِ جہر" کی آواز آئی ـــــ اٹھ کر جو دیکھا تو فاختہ عالمِ مستی و سرشاری میں مصروف ذکر ہے۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کی کتابوں میں پڑھا تھا۔ "ذکرِ فاختہ" حیران تھا کہ یہ ذکر کی کون سی قسم ہے؟ آج اپنے کانوں سے خود سنا اور بے خود ہو گیا ـــــ پرندوں کی دنیا ذکر و فکر میں محو ہے۔ صبح ٹھیک نمازِ فجر کے وقت چڑیاں چہچہاتی ہیں۔ ان کے پاس کوئی گھڑی نہیں ـــــ مگر وہ ذکر میں ایسی مستغرق ہو گئیں کہ خود گھڑی ان کی محتاج ہو گئی۔ اللہ اکبر! قرآن کہتا ہے سب چرند و پرند اپنی اپنی نمازیں پڑھتے ہیں ـــــ آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ صحن میں نیم کا درخت لگا ہے۔ موسم بہار میں اگرچہ یہاں بہار کا نام و نشان نہ تھا مگر اس درخت پر ضرور بہار آ رہی تھی۔ بیسیوں بلبل چہچہا رہے تھے۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ! صحن خانہ مکتب و مدرسہ بنا ہوا تھا ـــــ

ذرا دم لے صبا' پھر سیرِ گل دل کھول کر کرنا
ابھی یہ عندلیبِ کم سُخَن کچھ اور کہتی ہے

یہ وہی تو بلبل ہے' بچپن میں جس کے پیچھے لپکتے تھے۔ نہ پا کر مایوس ہو جاتے ـــــ دل مسوس کر رہ جاتے ـــــ کیا خبر تھی کہ ۳۰ سال بعد صحرائے "تھر" میں یہ آرزو پوری ہو گی۔ مگر اب۔

نہ وہ دل رہا نہ وہ آرزو' یہ کشش ہے کیا تیرے ناز میں

Marfat.com

۲۵

وما من دابۃ فی الارض الاعلی اللہ رزقہا۔"

زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں ہے جس کا رزق ہمارے ذمہ نہ ہو"۔

جب یہاں آیا کلفتِ سفر کی وجہ سے کتابیں ساتھ نہ لایا' صرف اپنی جان لایا۔ مگر یہ تو تیرا رزق تھا —— اس کے بغیر زندگی اجیرن تھی —— لیکن اسی رازق نے دست گیری فرمائی جو اپنے بندوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

وہ نہیں بھولتا جہاں جاؤں

سُبحان اللہ! کس طرح رزق پہنچایا —— اور کیسا انعام فرمایا ——

ایک کرم فرمانے لاہور سے تقریباً" تیس کتابیں تحفتہ" ارسال فرمائیں۔

دوسرے دوستوں نے بھی دس پندرہ کتابیں بھیجیں اور اب تک چلی آرہی ہیں۔

ترکی کے ایک کرم فرمانے تو حد ہی کر دی۔ پے در پے تقریبا" ۴۰ کتابیں ارسال فرمائیں —— اس طرح چند مہینوں میں سو کتابوں کا ذخیرہ ہو گیا —— قربان جایئے اس فرمان کے

"ہم ایسے گوشوں سے تم کو عطا کریں گے کہ اس کی طرف
تمہارا وہم و گمان بھی نہ ہو گا"۔

زندگی میں صرف چند ماہ میں اتنی فتوحات کبھی نہ ہوئیں۔ حیران تھا۔

مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بے قرار می آید

۲۶

یہاں ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ یہاں کے رہنے والے تبادلہ کرا کر یہاں آتے ہیں۔ اور باہر سے آنے والے تبادلہ کرا کر باہر جانا چاہتے ہیں —— بہت سے چلے بھی گئے۔

Marfat.com

سبحان اللہ! ایک ہی مقام ہے کسی کے لئے باعثِ فرحت اور کسی کے لئے موجب کلفت' یہ کیا تماشا ہے —— بے شک جب سنگ و خشت اور گوشت پوست سے دل لگایا جاتا ہے تو اضطراب و بے چینی کا یہی عالم ہوتا ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ دل اس سے لگاؤ جو دل کے ساتھ رہتا ہے۔ اس سے دل لگا کر وہ سکون نصیب ہوتا ہے کہ دیکھ دیکھ کر دنیا حیران ہوتی ہے۔

قدسیوں کو رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

دیکھا یہی گیا ہے کہ وہی لوگ تبادلہ نہیں کراتے جن کا کوئی والی وارث نہیں ہوتا' تعلق ہوتے ہوئے 'کام نہ لینا' حماقت تصور کیا جاتا ہے —— الحمد للہ' ہر طرف کرم فرما اور چاہنے والے موجود ہیں۔ مرکز میں بھی اور صوبے میں بھی۔ اسمبلی کے اندر بھی اور باہر بھی —— یہ بات ازراہِ تفاخر نہیں کہہ رہا —— بطور تحدیثِ نعمت کہہ رہا ہوں۔ وا ذکر و انعمت اللہ علیکم۔ تو ان کرم فرماؤں کے ہوتے ان کی طرف خیال تک نہ گیا۔

بفضلہٖ تعالیٰ مولیٰ ہی کی طرف خیال ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

سب سے تعلق رکھا' لیکن اللہ کے لئے 'کہ اس تعلق میں برکت ہی برکت اور رحمت ہی رحمت ہے۔ تعلق کو اغراضِ نفسانی سے آلودہ نہ کیا۔ فالحمد للہ علٰی ذالک۔ دل نے گوارا نہ کیا کہ اس کا ہو کر کسی اور طرف رخ کیا جائے۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد

Marfat.com

مسعود ملت کے آثار علمیہ

تصنیفات

نمبر شمار	عنوان	فن	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	شاہ محمد غوث گوالیاری	سوانح	میرپور خاص	۱۹۶۴ء
۲	تذکرہ مظہر مسعود	سوانح	کراچی	۱۹۶۹ء
۳	اردو میں قرآنی تراجم وتفاسیر (غیر مطبوعہ مقالہ ڈاکٹریٹ سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد)	قرآنیات	حیدر آباد	۱۹۷۰ء
۴	فاضل بریلوی اور ترک موالات	سیاسیات	لاہور	۱۹۷۱ء
۵	فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں	سوانح	لاہور	۱۹۷۳ء
۶	حیات مظہری	سوانح	کراچی	۱۹۷۴ء
۷	سیرت مجدد الف ثانی	سوانح	کراچی	۱۹۷۶ء
۸	موج خیال	ادب	کراچی، بمبئی	۱۹۷۷ء
۹	حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال	فلسفہ	سیالکوٹ	۱۹۷۸ء
۱۰	Neglected Genius of the East	سوانح	لاہور	۱۹۷۸ء
۱۱	تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم	سیاسیات	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۲	محبت کی نشانی	فقہ وادب	کراچی، الہ آباد	۱۹۸۰ء
۱۳	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	سوانح	سیالکوٹ	۱۹۸۱ء
۱۴	گناہ بے گناہی	سیاسیات	لاہور، کراچی	۱۹۸۱ء
۱۵	حیات امام اہل سنت	سوانح	لاہور، کراچی	۱۹۸۱ء
۱۶	دائرہ معارف امام احمد رضا	سوانح	کراچی، لاہور	۸۲۔۱۹۹۷ء
۱۷	ماہ وانجم	سوانح	سیالکوٹ	۱۹۸۳ء
۱۸	نور ونار	سیرت	لاہور، کراچی	۱۹۸۴ء
۱۹	اجالا	سوانح وادب	لاہور، کراچی	۱۹۸۴ء
۲۰	رہبر و رہنما	سوانح وادب	لاہور، کراچی	۱۹۸۶ء
۲۱	آخری پیغام	قرآن وادب	لاہور، پشاور	۱۹۸۶ء
۲۲	تنقیدات وتعاقبات امام احمد رضا	سیاسیات	لاہور	۱۹۸۸ء
۲۳	جان جاں ﷺ	سیرت وادب	کراچی	۱۹۸۹ء

Marfat.com

۲۴	آئینہ رضویات (جلد اول---- مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	تاریخ و سوانح	کراچی	۱۹۸۹ء
۲۵	امام احمد رضا اور عالمی جامعات	سوانح و ادب	صادق آباد	۱۹۹۰ء
۲۶	امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ	سوانح و ادب	لاہور	۱۹۹۰ء
۲۷	سرتاج الفقہاء	فقہ، سوانح	لاہور	۱۹۹۰ء
۲۸	مراد رسول	سوانح	لاہور	۱۹۹۲ء
۲۹	قیامت	قرآن و ادب	کراچی	۱۹۹۲ء
۳۰	آئینہ رضویات، جلد دوم مرتبہ محمد عبدالستار طاہر	سوانح و تاریخ	کراچی	۱۹۹۳ء
۳۱	محدث بریلوی	سوانح	کراچی، لاہور	۱۹۹۳ء
۳۲	علم غیب	سیرت	کراچی، دہلی	۹۳ـ۱۹۹۶ء
۳۳	تعظیم و توقیر	سیرت	کراچی، دہلی	۱۹۹۴ء
۳۴	نسبتوں کی بہاریں	نفسیات، ادب و تصوف	کراچی، لاہور، دہلی	۱۹۹۴ء
۳۵	حضرت مجدد الف ثانی	سوانح	کراچی	۱۹۹۵ء
۳۶	نئی نئی باتیں	فقہ و ادب	کراچی، لاہور، دہلی	۱۹۹۵ء
۳۷	سلام و قیام	سیرت و ادب	کراچی، دہلی	۱۹۹۵ء
۳۸	قبلہ	تاریخ و سیرت	کراچی، لاہور، دہلی	۱۹۹۵ء
۳۹	مصطفوی نظام معیشت	معاشیات	کراچی	۱۹۹۶ء
۴۰	فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک	سیاسیات	کراچی	۱۹۹۶ء
۴۱	ShaykhAhmedSirhindi Dr.M.Iqbal	سوانح و تصوف	کراچی	۱۹۹۶
۴۲	صراط مستقیم	تصوف و فقہ	کراچی	۱۹۹۷ء
۴۳	تقلید	عمرانیات	کراچی	۱۹۹۷ء
۴۴	روح اسلام	تصوف	کراچی	۱۹۹۷ء
۴۵	حضرت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی	سوانح	کراچی	۱۹۹۶ء
۴۶	مجدد ہزارہ دوم	تاریخ و سوانح تصوف	کراچی	۱۹۹۷ء

Marfat.com

تالیفات

۴۷	مکاتیب مظہری (جلد اول)	ادب و تصوف	کراچی	۱۹۶۹ء
۴۸	مواعظ مظہری	مذہب و ادب	کراچی	۱۹۶۹ء
۴۹	فتاویٰ مظہری	فقہ	کراچی	۱۹۷۰ء
۵۰	مظہر العقائد	عقائد	سیالکوٹ	۱۹۷۶ء
۵۱	اکرام امام احمد رضا	سوانح	لاہور	۱۹۸۳ء
۵۲	امام احمد رضا اور عالم اسلام	سوانح	کراچی	۱۹۸۳ء
۵۳	فتاویٰ مسعودی	فقہ	کراچی	۱۹۷۸ء
۵۴	ارمغان رضا	ادب	کراچی	۱۹۹۴ء
۵۵	انتخاب حدائق بخشش	ادب	کراچی	۱۹۹۵ء
۵۶	مکتوبات شریف حضرت قاضی احمد دمائی نقشبندی مجددی	ادب و تصوف	کراچی	۱۹۹۷ء

تراجم

۵۷	TheInfluenceofIslam OnIndianCulture تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تاراچند	تاریخ و ثقافت	کراچی	۱۹۶۴ء

زیر طبع و زیر تدوین

۵۸	خلفائے اعلیٰ حضرت	سوانح	کراچی	زیر طبع
۵۹	آئینہ رضویات (جلد سوم، مرتبہ محمد عبدالستار طاہر	تاریخ و سیاسیات	کراچی	زیر طبع
۶۰	مکاتیب مظہری (جلد سوم)	ادب	کراچی	زیر طبع
۶۱	جس کا انتظار تھا	سیرت	کراچی	زیر تدوین
۶۲	قرآن کا تصور مذہب	مذہب	کراچی	زیر تدوین
۶۳	ہم کدھر جارہے ہیں؟	تاریخ و سیاسیات	کراچی	زیر تدوین
۶۴	رواداری قرآن حکیم کی روشنی میں	قرآنیات و عمرانیات		کراچی زیر تدوین

Marfat.com

Marfat.com

کچھ "مٹھی" کے بارے میں

" مٹھی حیدر آباد سے ۱۹۰ کلو میٹر دور ہے۔ یہ ضلع تھر کا صدر مقام ہے جس کی شہری آبادی ۲۰ ہزار کے قریب ہے۔ علاقہ کی دیہی آبادی ایک لاکھ پچپن ہزار ہوگی۔ تقریباً ۴ سو سال پرانا شہر ہے۔ جو بڑے بڑے پہاڑ جیسے ریتلے ٹیلوں کے درمیان واقع ہے۔ ۸۵ فیصد آبادی ہندو سے جو کھتری، میشوری، لوھانہ اور میگواڑ جاتوں پر مشتمل ہے۔ میشوری اور لوھانہ تجارت کرتے ہیں۔ کھتری کپڑے بننے اور کپڑوں کی پرنٹنگ کا کام کرتے ہیں۔ جبکہ میگواڑ جوتے بنانے اور کڑھائی کا کام کرتے ہیں۔ دیگر لوگ بارش کے دنوں میں کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ باجرہ، گوار، موگن، تل اور موٹھ اگاتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں، گائے اور اونٹ پالتے ہیں اور ان کا دودھ فروخت کرتے ہیں۔

" مٹھی " سرائیکی، پنجابی اور سندھی میں "بوسے" کو بھی کہتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ ۴ سو سال پہلے یہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ کیونکہ پانی کڑوا تھا۔ ایک کمہارن نے یہاں ایک کنواں کھودا تو اس میں سے میٹھا پانی نکل آیا۔ اس کمہارن کا نام " مٹھی " تھا۔ چنانچہ اس کے نام پر یہاں کے گاؤں کا نام بھی " مٹھی " پڑ گیا۔ تالپوروں کے پہلے حکمران فتح علی خان تالپور کے نام پر اس کا نام "فتح گڑھ" رکھنے کی کوشش کی گئی مگر یہ نام چل نہ سکا۔ انہوں نے دفاعی نقطہ نظر سے یہاں ایک قلعہ بھی تعمیر کیا تھا جس کے آثار پر اب وہاں ہسپتال بن گیا ہے۔ " مٹھی " اس وقت اس علاقے کی بہت بڑی منڈی ہے۔ جو تیس چالیس میل کے علاقہ کے لوگوں کی اناج اور دیگر اشیاء کی ضرورتیں پوری کرتی ہے"۔

"گریبان"---از منو بھائی۔ روزنامہ جنگ لاہور، ص ۲۔ ۸ مئی ۱۹۹۱ء

Marfat.com

کچھ "مٹھی" کے بارے میں

" مٹھی حیدر آباد سے ۱۹۰ کلو میٹر دور ہے۔ یہ ضلع تھر کا صدر مقام ہے جس کی شہری آبادی ۲۰ ہزار کے قریب ہے۔ علاقہ کی دیہی آبادی ایک لاکھ پچپن ہزار ہوگی۔ تقریباً" ۴ سو سال پرانا شہر ہے۔ جو بڑے بڑے پہاڑ جیسے ریتلے ٹیلوں کے درمیان واقع ہے۔ ۸۵ فیصد آبادی ہندو سے جو کھتری' میشوری' لوھانہ اور میگواڑ جاتوں پر مشتمل ہے۔ میشوری اور لوھانہ تجارت کرتے ہیں۔ کھتری کپڑے بننے اور کپڑوں کی پرنٹنگ کا کام کرتے ہیں۔ جبکہ میگواڑ جوتے بنانے اور کڑھائی کا کام کرتے ہیں۔ دیگر لوگ بارش کے دنوں میں کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ باجرہ' گوار' موگن' تل اور موٹھ اگاتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں' گائے اور اونٹ پالتے ہیں اور ان کا دودھ فروخت کرتے ہیں۔

" مٹھی " سرائیکی' پنجابی اور سندھی میں "بوسے" کو بھی کہتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ ۴ سو سال پہلے یہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ کیونکہ پانی کڑوا تھا۔ ایک کمہارن نے یہاں ایک کنواں کھودا تو اس میں سے میٹھا پانی نکل آیا۔ اس کمہارن کا نام " مٹھی " تھا۔ چنانچہ اس کے نام پر یہاں کے گاؤں کا نام بھی " مٹھی " پڑ گیا۔ تالپوروں کے پہلے حکمران فتح علی خان تالپور کے نام پر اس کا نام "فتح گڑھ" رکھنے کی کوشش کی گئی مگر یہ نام چل نہ سکا۔ انہوں نے دفاعی نقطہ نظر سے یہاں ایک قلعہ بھی تعمیر کیا تھا جس کے آثار پر اب وہاں ہسپتال بن گیا ہے۔ " مٹھی " اس وقت اس علاقے کی بہت بڑی منڈی ہے۔ جو تیں چالیس میل کے علاقہ کے لوگوں کی اناج اور دیگر اشیاء کی ضرورتیں پوری کرتی ہے"۔

"گریبان" ---از منو بھائی۔ روزنامہ جنگ لاہور' ص ۲۔ ۸ مئی ۱۹۹۱ء

Marfat.com